اُردو لازمی

برائے جماعت نہم

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ

اُردو (لازمی)

برائے جماعت نہم

نیو کالج پبلی کیشنز

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ

عزیز طلبہ!

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ طلبہ کے لئے درسی کتب کی تیاری پر مامور ہے۔ بورڈ اس سلسلے میں نامور ماہرین تعلیم کی خدمات سے استفادہ کرتا ہے جو شب و روز کی عرق ریزی کے بعد کتابوں کو آخری شکل دیتے ہیں۔ اگرچہ کتابوں کے مواد اور معیار کو بہتر بنانے کے لئے ہم مسلسل کوششیں کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود بھی بہتری کی گنجائش برقرار رہتی ہے۔ غلطیوں کے امکانات کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اس پس منظر میں طلبہ، اساتذہ کرام اور والدین سے گذارش ہے کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائیں تاکہ ان کتب کے معیار کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

چیئرمین
بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ
فون نمبر: 081-2470503
081-2470501

جملہ حقوق بحق بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ محفوظ ہیں

منظور کردہ صوبائی محکمہ تعلیم حکومت بلوچستان کوئٹہ، پاکستان No. SO (Academic)/ EDN:/ 2-6/ 2276 مورخہ 18 جنوری 2013 بمطابق قومی نصاب 2006ء اور نیشنل ٹیکسٹ بک اینڈ لرننگ میٹریل پالیسی 2007ء، دفتر ڈائریکٹر بیورو آف کریکولم اینڈ ایکسٹینشن سینٹر بلوچستان کوئٹہ بحوالہ مراسلہ نمبر C.B /9023 مورخہ 21 جنوری 2013 اس کتاب کو بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ نے ناشر سے پرنٹ لائسنس حاصل کر کے سرکاری سکولوں میں مفت تقسیم کے لیے بھی طبع کیا ہے۔ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ اور ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی امدادی کتاب یا گائیڈ وغیرہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔

نصابی کتاب ...... اُردو (لازمی) برائے جماعت نہم

مرتبین ......(۱) پروفیسر حاجی حمید اللہ جلال زئی (ایم۔اے اُردو، یونیورسٹی آف پنجاب)
سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج لورالائی

(۲) شوکت ترین (ایم۔اے اُردو، ایم۔اے پشتو، ایم۔ایڈ)
ماہر مضمون گورنمنٹ کالج آف ایلیمنٹری ایجوکیشن لورالائی

مدیر ...... پروفیسر ڈاکٹر عرفان احمد بیگ
شعبہ اُردو تعمیر نو پبلک کالج کوئٹہ

انٹرنل ریویو کمیٹی:

پروفیسر دانیال طریر • شبانہ سلطان • سید نائب جان آغا • بشریٰ تحسین • رستم سودائی

پراونشل ریویو کمیٹی:

طیب محمود رائے • پروفیسر صابر بولانوی • طلعت یاسمین • غلام محمود اختر • رحمت صنوبر عثمانی • عبدالخالق بغلانی

لے آؤٹ ______ امجد قادری

تیار کردہ: نیو کالج پبلی کیشنز (رجسٹرڈ) کوئٹہ

پرنٹر: ______ نیو کالج پبلی کیشنز (رجسٹرڈ) کوئٹہ

نگران طباعت: بہاؤالدین کاکڑ (ماہر مضمون)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

فہرست

حصہ نثر

۱	اسلام میں گداگری کی مذمت	مولانا الطاف حسین حالی	۶
۲	ہجرت نبوی ﷺ	شبلی نعمانی	۱۳
۳	سیر زندگی	محمد حسین آزاد	۲۰
۴	ایثار	ڈپٹی نذیر احمد	۲۸
۵	کراچی کی طوطا کہانی	قدرت اللہ شہاب	۳۴
۶	مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ	سجاد حیدر یلدرم	۴۸
۷	شہید	مرزا ادیب	۵۷
۸	نام دیو مالی	مولوی عبدالحق	۶۸
۹	مردہ بدست زندہ	فرحت اللہ بیگ	۷۴
۱۰	خطوط غالب	مرزا غالب	۸۳

حصہ نظم

۱	حمد	مولانا الطاف حسین حالی	۹۱
۲	نعت	امیر مینائی	۹۴
۳	برسات کی بہاریں	نظیر اکبرآبادی	۹۷
۴	پیوستہ رہ شجر سے	علامہ اقبال	۱۰۱
۵	نمود سحر	حفیظ جالندھری	۱۰۴
۶	دنیا	میر انیس	۱۰۸

حصہ غزل

۱	رہی نہ گفتہ میرے دل میں داستاں میری	میر تقی میرؔ	۱۱۳
۲	یہ آرزو تھی تجھے گل کے رُو برو کرتے	خواجہ حیدر علی آتشؔ	۱۱۷
۳	سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں	مرزا غالبؔ	۱۲۱
۴	جہاں ویرانہ ہے، پہلے کبھی آباد گھر یاں تھے	بہادر شاہ ظفرؔ	۱۲۵
	فرہنگ		۱۲۷

الطاف حسین حالیؔ

خواجہ الطاف حسین حالی ۱۸۳۷ء میں خواجہ ایزد بخش انصاری کے گھر پانی پت میں پیدا ہوئے۔ والد کی معمولی ملازمت تھی اس لئے گزر اوقات مشکل سے ہوتی تھی۔ حالی نے سب سے پہلے مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مولوی نوازش علی سے عربی، فارسی، فقہ اور منطق کی تعلیم پائی۔ نو برس کے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ بڑے بھائی خواجہ امداد حسین نے پرورش کی اور شادی کروائی۔ مگر حالی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے دہلی چلے گئے۔ پھر ۱۸۵۵ء میں حصار کے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ملازم ہوگئے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد پھر دہلی گئے۔ مرزا غالب سے فیض حاصل کیا اور نواب مصطفیٰ خان شیفتہؔ کے بچوں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ نواب صاحب کے انتقال کے بعد لاہور میں پنجاب بک ڈپو میں ملازم ہو گئے۔ پھر اینگلو عربک سکول دہلی میں مدرس ہو گئے۔ وہاں سے سرسید احمد خان کے دبستان میں شامل ہوگئے۔ حیدر آباد دکن کی ریاست سے سو روپے ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ ۱۹۰۴ء میں حکومت کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ۱۹۱۴ء میں پانی پت میں فوت ہو گئے۔

مولانا حالی نے نثر و نظم میں اُردو کی جو خدمت کی ہے وہ ناقابلِ فراموش ہے۔ ان کی تحریر کی نمایاں خصوصیات سادگی، وسعت، فطرت کی عکاسی اور حقیقت نگاری ہے۔ حالی نے اُردو ادب میں اصلاحی اور قومی نظموں کا اضافہ کیا۔

ان کی تصانیف میں یادگار غالب، حیات سعدی، حیاتِ جاوید، دیوانِ حالیؔ، مسدّسِ حالیؔ (مدّ و جزرِ اسلام) مقدمہ شعر و شاعری، مجالس النساء زیادہ مشہور ہیں۔

اسلام میں گداگری کی مذمت

(مولانا الطاف حسین حالیؔ)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو مضمون نویسی کے رموز سکھانا۔
۲۔ طلبہ کو آگاہ کرنا کہ اسلام گداگری کی شدید مذمت کرتا ہے۔
۳۔ طلبہ کو آگاہ کرنا کہ گداگری معاشرے کیلئے زہرِ قاتل ہے۔
۴۔ طلبہ پر آرام طلبی کی بجائے محنت اور کام کی اہمیت واضح کرنا۔
۵۔ طلبہ کو حالی کی ادبی نثر سے روشناس کروانا۔

مشکل الفاظ: اپاہج ، ادنیٰ ، اسراف ، اقتصادیات ، انسداد ، الوالعزمی

بھیک مانگنے کی جس قدر مذمت اسلام میں کی گئی ہے شاید ہی کسی مذہب میں اس کی اس قدر برائی کی گئی ہوگی۔ سوال کے انسداد کو رسولِ خدا ﷺ اس قدر مہتم بالشان تصور فرماتے تھے کہ جس طرح آپ توحید اور نماز پنج گانہ کی تعلیم کو ضروری سمجھتے تھے۔ اسی طرح لوگوں کو سوال سے باز رکھنے میں ہمت عالی مصروف رکھتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے ہم سے فرمایا ”کیا تم خدا کے رسول سے بیعت نہیں کرتے“؟ ہم نے فوراً ہاتھ بڑھایا، مگر چونکہ ہم چند روز پہلے بیعت کر چکے تھے، ہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! ہم ابھی بیعت کر چکے ہیں، آپ ﷺ ہم سے کس بات پر بیعت لیتے ہیں“؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس بات پر کہ خدا کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور احکامِ الٰہی بجا لاؤ“ اور پھر آہستہ سے ارشاد فرمایا ”لَا تَسْـــأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا“ (یعنی لوگوں سے کچھ نہ مانگو) اس روایت کے بعد عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد ان لوگوں میں سے (جنھوں نے بیعت کی تھی) بعض کو دیکھا کہ اگر کسی کے ہاتھ سے سواری کی حالت میں کوڑا بھی گر جاتا تھا تو وہ اس خیال سے کہ کہیں یہ بھی سوال میں داخل نہ ہو، کسی راہ چلتے سے اپنا کوڑا نہ مانگتا تھا“۔

سوال نہ کرنے کی اس قدر تاکید صرف اسی واسطے کی گئی ہے کہ گداگری پیشہ نہ ہو جائے اور اسے آج کل کی طرح ذریعہ معاش نہ بنا لیا جائے۔ کیونکہ دوسری حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ ”ایک دوسرے کی مدد کرو اور اپنے کاموں

میں دوسرے بھائیوں سے مشورہ لو' اور جیسے زکوٰۃ اور خیرات وغیرہ لینے کی حدیثیں ہیں۔ جیسے اُس وقت بعض رقوم کوقوم سے وصول کر کے اسلام کی ضروری خدمات کے صرف کے واسطے بیت المال میں جمع رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح اگر اب بھی قوم کی اہم ضروریات کے واسطے روپیہ فراہم کیا جائے تو یہ گداگری نہیں ہے اور نہ ہی یہ ''لَاتَسْـئَلُوا النَّاسَ شَيْئًا'' میں آسکتا ہے۔ ورنہ اگر ''کچھ نہ مانگو'' کے مطلق معنی مراد لئے جائیں تو دنیا کا سارا معاملہ درہم برہم ہوجاتا ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بیعت مذکور کا اصل مقصد خاص کر سوال کرنے کی برائی ان کے ذہن نشین کرنی تھی۔ جن باتوں کی تصریح پہلی بیعت میں فرما چکے تھے۔ ان کی تکرار اس موقع پر بطور یاددہانی کے تھی' نہ کہ اصل مقصود۔ نیز بیعت کرنے والوں کا ''بعد بیعت کے'' سوال سے اس قدر بچنا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بیعت کا اصل مقصد صرف سوال کرنے کی ممانعت تھی اور بس۔

بے شمار روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سائل سے نہایت نفرت کرتے اور جو شخص بغیر اضطراری حالت کے سوال کے ذریعے سے کچھ وصول کرتا تھا اس کو اس کے حق میں حرام سمجھتے تھے۔ جو شخص ایک وقت کی بھی خوراک موجود ہونے پر سوال کرے اس کی نسبت فرماتے کہ ''وہ اپنے لئے کثرت سے آتش دوزخ طلب کرتا ہے''۔

آنحضور ﷺ نے بار بار فرمایا ہے کہ:

''ہم میں سے جو شخص اپنی رسی لے کر پہاڑ پر جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پشت پر لائے اور اس کو فروخت کرے تاکہ خدا تعالیٰ اس کی حاجت رفع کردے' یہ اس کے حق میں بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگے' پھر وہ اس کو کچھ دیں یا دھتکار دیں''۔

عائذ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تم لوگ جانو کہ سوال کرنے کے کیا نتائج ہیں تو کوئی شخص سوال کرنے کے لئے دوسرے شخص کی طرف رُخ نہ کرے''۔

اگر کوئی فلاسفر یا اکانومسٹ (ماہر اقتصادیات) اس مطلب کو بیان کرتا تو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا تھا کہ:

''جس قدر قوم میں بھیک مانگنے والوں کی کثرت زیادہ ہوجاتی ہے اسی قدر قوم کی دولت میں' محنت و جفاکشی میں' غیرت وحمیت میں' ہمت و اولوالعزمی میں گھاٹا ہوتا جاتا ہے۔ مفلسوں کو کاہلی اور بے غیرتی کی ترغیب ہوتی ہے اور دولت مندوں کا بہت سا روپیہ ایسی جماعت کی تعداد بڑھانے اور تقویت دینے میں صرف ہوتا ہے جن کا وجود سوسائٹی کے حق میں سمِ قاتل کا حکم رکھتا ہے''۔

مگر جو جامعیت مذکورہ بالا حدیث نبوی میں پائی جاتی ہے' وہ اس فلاسفر یا اکانومسٹ کے اس لمبے چوڑے

بیان میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔

حدیث کے الفاظ جس طرح مذکورہ بالا سوشل (معاشرتی) اور مورل (اخلاقی) خرابیوں میں شامل ہیں' اسی طرح ان تمام روحانی آفتوں اور بیماریوں پر حاوی ہیں جو سوال کی مذموم عادت سے سائل کو عارض ہوتی ہیں۔

سائل خدا کو صرف بھیک مانگنے کا ایک اوزار جانتا ہے جس کی نسبت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''مَلْعُوْنٌ مَنْ سَاَلَ بِوَجْهِ اللّٰہ'' ۔(ترجمہ) ''لعنت ہے اس شخص پر جس نے اللہ کے نام پر مانگا''۔

اس کے دل میں نبی ﷺ کی عظمت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ جب خدا کے ساتھ رسول ﷺ کا بھی واسطہ دیا جاتا ہے تو ایک مسلمان آدمی کو خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔

سائل اپنے اندوختے کو' جو بھیک کے ذریعے سے اس نے پیدا کیا ہے' چھپاتا ہے اور باوجود استطاعت کے اپنی ناداری کا اظہار کرتا ہے اور اس طرح کفران نعمت' دروغ گوئی اور مکاری کے سخت ترین گناہوں کو اپنی کامیابی کا ذریعہ گردانتا ہے۔

پس جن جامع الفاظ میں رسول خدا ﷺ نے بھیک مانگنے کی مذمت فرمائی ہے اس سے زیادہ جامع الفاظ سمجھ میں نہیں آسکتے۔ یہاں ایک بات قابلِ غور ہے یعنی یہ کہ رسول خدا ﷺ نے سوال کرنے پر تو اس قدر لے دے کی ہے کہ بے شمار حدیثیں سوال کی مذمت کے متعلق کتب احادیث میں موجود ہیں مگر غیر مستحق سائلوں کا سوال پورا کرنے والوں کی مدح یا ذم کہیں صراحت کے ساتھ نہیں فرمائی۔ اس کی وجہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہوسکتی ہے۔

چونکہ غیر مستحق سائلوں کا سوال پورا کرنا زیادہ تر سوشل (معاشرتی) خرابیوں کا موجب تھا اور سوال پورا کرنے والوں کی مدح یا ذم تبلیغ رسالت سے کچھ علاقہ نہ رکھتی تھی۔ اس لئے رسولِ خدا ﷺ نے جس صراحت کے ساتھ سوال کی مذمت فرمائی' ویسی صراحت کے ساتھ غیر مستحق سائلوں کا سوال پورا کرنے والوں کی مذمت نہیں فرمائی۔

بہ ایں ہمہ اگرچہ آپ نے علی الاعلان غیر مستحق سائلوں کا سوال رد کرنے کی تاکید نہیں فرمائی لیکن خود سوال کرنے کی اس قدر مذمت کرنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ ملک میں سائلوں کی تعداد بڑھنے کو نہایت مکروہ جانتے تھے اور ظاہر ہے کہ کوئی چیز سائلوں کی تعداد بڑھانے والی ایسی نہیں ہے جیسے ہر مستحق و غیر مستحق سائل کا سوال پورا کرنا۔

اس کے سوا متعدد روایتوں کے فحوائے کلام سے پایا جاتا ہے کہ آپ غیر مستحق سائلوں کا سوال پورا کرنے سے خوش نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''قسم ہے خدا کی جو (غیر مستحق) سائل میرے پاس سے اپنا مطلب حاصل کر کے لے جاتا ہے وہ مطلب نہیں ہے اس کے حق میں مگر ایک آگ''۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ

نے عرض کیا کہ ''آپ ﷺ کیوں اس کا مطلب پورا کرتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا، کیا جائے؟ لوگ تو مانتے نہیں اور خدا تعالیٰ ردِ سوال کو مجھ سے پسند نہیں کرتا''۔

لیکن اس بات میں سب سے عمدہ ''مشکوۃ'' کی وہ حدیث ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے سائل کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے۔ یعنی انصار میں سے ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ مانگنے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا تیرے گھر میں کچھ بھی نہیں؟'' اس نے عرض کیا ''کیوں نہیں' ایک موٹی سی کملی ہے' اسے کچھ اوڑھتا ہوں' کچھ بچھاتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں'۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''دونوں کو میرے پاس لے آ''۔ وہ دونوں آپ ﷺ نے ان کو ہاتھ میں لے کر لوگوں سے فرمایا ''ان کو کوئی خریدتا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے دو یا تین بار فرمایا ''کوئی ایک درہم سے زیادہ دے سکتا ہے؟'' ایک شخص نے کہا ''میں دو درہم دیتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے وہ کملی اور پیالہ اسے دے کر دو درہم لے لئے اور اس انصاری سے فرمایا کہ ایک درہم کا تو کھانا لے جا کر اپنے گھر میں پہنچاؤ اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ وہ کلہاڑی خرید لایا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک لکڑی کا دستہ اس میں ٹھونک دیا اور فرمایا ''جا لکڑیاں کاٹ اور بیچ۔ اب میں تجھ کو پندرہ دن تک نہ دیکھوں''۔ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچنے لگا۔ پندرہ دن کے بعد جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے۔ اس نے ان میں سے کچھ کا تو کپڑا خریدا اور کچھ سے کھانے کا سامان مول لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ جب تو قیامت کے دن آئے تو تیرے چہرے پر بھیک مانگنے کا داغ ہو۔ دیکھ' سوال کرنا صرف اس شخص کو حلال ہے جو سخت محتاج ہو یا جس کے ذمہ بھاری تاوان ہو یا جس کی گردن پر خون بہا ہو''۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سائل کو سوال کرنے سے روکا جائے اور سوال کرنے کی برائی اور محنت و مشقت کرنے کی خوبی اس کے ذہن نشین کی جائے۔ مگر اس زمانے کے سائلوں کی بے غیرتی اور ڈھٹائی اتنی حد سے گزر گئی ہے کہ کسی کی فہمائش یا ممانعت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ نظر بہ حالات موجودہ ہم کو اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ غیر مستحق سائلوں کی داد و دہش سے یک قلم ہاتھ روک لیا جائے اور جہاں تک ہو سکے مستحقین کی امداد کی جائے جو باوجود استحقاق کے کسی سے سوال نہیں کرتے یا جو سخت مجبوری اور ناداری کی حالت میں سوال کرتے ہیں۔ غیر مستحق سائلوں کے ساتھ کوئی سلوک اور کوئی بھلائی اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی کہ ان کو اس بے غیرتی اور بے شرمی کے پیشے سے باز رکھا جائے۔

ملک وقوم کے حق میں کوئی احسان اس وقت اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا کہ بھیک مانگنے کا بدترین پیشہ' جو مرض متعدی کی طرح افرادِ قوم میں سرایت کرتا جاتا ہے اور جس سے روز بروز بھیک منگوں کی تعداد ملک میں زیادہ ہوتی جاتی ہے' رفتہ رفتہ اس کی بیخ کنی کی جائے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مدت دراز تک ممالک اسلامیہ میں سوال کرنا نہایت مذموم سمجھا جاتا تھا اور طرح طرح سے اس کا انسداد کیا جاتا تھا۔

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک سائل کی آواز سنی اور یہ سمجھ کر کہ بھوکا ہے' اس کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر میں اس کی آواز پھر سنائی دی۔ معلوم ہوا کہ یہ وہی سائل ہے اور کھانا کھانے کے بعد اب پھر مانگتا ہے۔ آپؓ نے اس کو بلوایا اور دیکھا کہ اس کی جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی ہے۔ آپؓ نے جھولی کا ایک سرا پکڑ کر اس کو اونٹوں کے آگے جھاڑ دیا اور فرمایا ''تو سائل نہیں ہے' تاجر ہے''۔

علامہ مقری تاریخ اندلس میں لکھتے ہیں کہ ''اندلس میں جس سائل کو تندرست اور کام کے لائق دیکھتے ہیں' اس کو نہایت ذلیل کرتے اور سخت سست کہتے ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں اپاہج اور معذور آدمی کے سوا کوئی سائل نہیں نظر آتا''۔

مگر افسوس اور نہایت ہی افسوس ہے کہ اس زمانے میں ہر ایک جگہ جس قدر مسلمان بھیک مانگتے نظر آتے ہیں' اس قدر اور کسی قوم کے آدمی نظر نہیں آتے۔ پس سب سے پہلے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے اپنے حدود اور اختیارات میں جہاں تک ان کی دسترس ہو' اس نالائق اور کمینہ رسم کا انسداد کریں۔

خاص کر ہمارے علماء اور واعظین کو لازم ہے کہ نہایت آزادی اور بے باکی کے ساتھ وعظ کی مجلسوں میں سوال کی مذمت' جو حدیثوں میں وارد ہوئی ہے اور جو مضر نتیجے سائلوں کی کثرت سے قوم کے حق میں پیدا ہوتے ہیں اور اسراف اور فضول خرچی کی برائی جو قرآن مجید میں جابجا بیان ہوئی ہے عام مسلمانوں کے ذہن نشین کریں۔

خاص کر زنانی مجلسوں میں عورتوں کو' جو ہر فقیر کو مستجاب الدعوات اور اس کی آواز کو غیب کی آواز سمجھتی ہیں' ان لوگوں کے مکر وفریب سے آگاہ کرنا چاہیے۔ ان کے دلوں میں بٹھا دیا جائے کہ ہٹے کٹے بھیک مانگنے والوں کو کچھ دینا بجائے نیکی اور بھلائی کرنے کے الٹا گناہ کا مرتکب ہونا ہے۔ کیونکہ جس قدر ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے اسی قدر مستحق بیواؤں' یتیموں اور ہمسایوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اسی قدر بھیک مانگنے کا ناپسندیدہ طریقہ زیادہ رواج پاتا ہے اور اسی قدر قوم میں کام کے آدمیوں کی کمی ہوتی ہے۔

(مقالاتِ حالی)

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(الف) گداگری کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان کیا ہے؟

(ب) جب ایک انصاری نے آپ ﷺ سے کچھ مانگا تو اِسے گداگری کی لعنت سے بچانے کے لئے کیا طریقہ تعلیم کیا گیا ہے؟

(ج) حضور ﷺ نے گداگری کے متعلق آسان لفظوں میں کیا فرمایا ہے؟

(د) گداگری کے انسداد کے لیے مصنف مولانا حالؔی نے کیا تجاویز پیش کی ہیں؟

(ہ) حضور ﷺ نے سوال کرنے سے کیوں منع فرمایا؟

(و) ''کیا تم خدا کے رسول سے بیعت نہیں کرتے؟''
اس جملے سے کیا مراد ہے؟

(ز) علامہ مقری ''تاریخ اُندلس'' میں کیا لکھتے ہیں؟

(ح) غیر مستحق سائلوں کے بارے میں طبقہ نسواں میں کیا توہمات پائے جاتے ہیں اور اِس سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کی ضرورت ہے؟

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ ومحاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

ہمت عالی۔ بیخ کنی کرنا۔ عارض ہونا۔ زم۔ مرض متعدی۔ مدح۔ الوالعزمی۔ ڈھٹائی۔ موجب۔ اپاج

۳۔ حوالہءِ متن دیکر درج ذیل پیراگراف کی سلیس اُردو تحریر کریں۔

ملک وقوم کے حق میں کوئی احسان اس وقت اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا کہ بھیک مانگنے کا بدترین پیشہ' جو مرض متعدی کی طرح افرادِ قوم میں سرایت کرتا جاتا ہے اور جس سے روز بروز بھیک منگوں کی تعداد ملک میں زیادہ ہوتی جاتی ہے' رفتہ رفتہ اس کی بیخ کنی کی جائے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مدت دراز تک ممالک اسلامیہ میں سوال کرنا نہایت مذموم سمجھا جاتا تھا

۴۔ ''گداگری معاشرے کے لیے زہرِ قاتل ہے'' اس موضوع پر ایک صفحے کا مضمون تحریر کریں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ کو چاہئے کہ سبق پڑھانے سے پہلے طلبہ پر واضح کریں کہ اسلام نہ صرف ایک مذہب بلکہ ضابطہ حیات ہے۔
۲۔ طلبہ کو آگاہ کریں کہ گداگری کس طرح معاشرے کے لئے نقصان دہ ہے۔
۳۔ سبق پڑھا کر اپنے اِردگرد کے ماحول سے مثالیں دے کر گداگری کی حوصلہ شکنی کریں۔
۴۔ سبق میں موجود حالی کی نثری اسلوب کی خصوصیات بتائی جائیں۔ ۵۔ نئے اور مشکل الفاظ کے مفہوم بتائے جائیں۔